رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نمبر ۳ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۴ر جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین متعلق تفسیر آیات یا تشریح و رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو خرید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ پچاس فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو ہر ایک ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ متعلق ٹریکٹ چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے انتظام کیا جاوے کہ ہر ایک شہر میں ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کریں گے۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پس سو خریدار جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ نیز مخلصوں سے یہی درخواست ہو۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سول انجنیروں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ سول ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے رخالص ہیرہ فی ماشہ عنقا روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہ رخرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص حسب ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ جب تک کہ جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر آئی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے جس کا تجربہ میں نے ایک مریض علیحدہ مساۃ اتم دیوی جو دوم سال سے کثرہ پرکیلے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں پر خود بخود دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں ہر وقت سرخ اور دکھتی ہوئی رہتی تھیں جن سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور حق اشیاء کو جو اس سے بیس گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر تاریخی کانجہ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار سی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش اہمیت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان عمدہ اور اسکا کام کیا ہے لہذا بمعذرت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر کا حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیں ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نشان سنگھ ہسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڑھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر چیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی باری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجئے -

دستخط سردار صالح محمد خان ڈپٹی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شفیع محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان

۶ مارچ ۱۸۹۰ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۰ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

والسلام اور ائمہ اربع ابوحنیفہ۔ مالک۔ شافعی۔ احمد حنبل۔ اور امام بخاری مسلم و امثالہم ان علمائے سنت کے لطائف طیفے حدیث وفقہ میں جیسے غور کی ہے تو کہیں نہیں پایا کہ انہوں نے ان الفاظ سے کسی حدیث کو معنون کیا ہو۔ سنعقد اکبر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ کی مسند امام رحمۃ اللہ کی مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ۔ بلکہ کتب امام ابو یوسف اور امام محمد بھی موجود ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم ہمارے پاس موجود ہیں۔ پھر فقہ میں ہدایہ کتاب الروض موجود ہیں۔ اہمیت ہی نہیں۔ پھر اسکا کیونکر جواب دیا جاوے کیونکہ جب آپ کے اصول سوال نادرہ ہیں تو فروع پر کیا بحث کیجا وے

ثقلین کا لفظ قرآن کریم میں موجود ہے جیسے سورہ رحمٰن کی آیت ہے ایہا الثقلان۔ مگر اس جگہ ان سے مراد جن اور انس ہیں وہ دونوں علی العموم مسلک کے تابع نہیں ہیں۔ بعض احادیث میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو بھی ثقلین فرمایا ہے مگر جیسے فرمایا۔ اہل السنۃ قرآن اور حدیث کو بعید ہی دل مانتے ہیں۔ اگر ثقلین کے کوئی اور معنی ہیں تو کوئی سوالات کہنا مناسب نہیں کہ حول کر سنا ہے۔ بعض اہل تشیع ثقلین میں اہلبیت کو شامل کرتے ہیں۔ مگر اہل السنت کو اس سے کیا رنج ہے۔ تمام اہلبیت اہل السنت والجماعت کے نزدیک جس مشکل ہے تو اہل تشیع کو۔ کیونکہ وہ اہلبیت کے کھلی عداوت رکھتے ہیں۔ سنو کہ اہلبیت رسول اللہ میں بیبیاں امہات المومنین اصل طور پر شامل ہیں۔ مگر ان کے اوب میں جو کچھ حضرت عائشہ صدیقہ و حفصہ کے حق میں شیعوں کا اعتقاد ہے ناگفتہ بہ ہے

محمد بن حنفیہ یحییٰ بن زید بن علی۔ ابراہیم بن موسیٰ کاظم۔ حسن بن حسن مثنٰی۔ عبداللہ بن حسن۔ محمد ملقب بنفس زکیہ۔ ابراہیم بن عبداللہ۔ زکریا بن محمد باقر۔ محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن۔ محمد بن قاسم بن حسن۔ یحییٰ بن عمر۔ ان سب بزرگان اہلبیت میں کا مذہب دعاوی امامت اور جہور الیقین کرتے ہیں۔ پھر غرت ثقلین ہے۔ پس اس تمام کشتی میں کیسے سوار ہیں؟

عباسی خلفائے اہلبیت دعویٰ اکو بھی کہتے ہیں۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کو دعوے امامت میں صادق نہیں بیا جانتے۔

جناب صادق علیہ السلام کی تمام اولاد کو اپنے خاندان ہی کا جانشین مانتے الیا ہی بعض سے اور اگر اہلبیت کرام ہیں۔ تو اہل سنت بوجہ احسن اس کشتی پر سوار ہیں۔ کسی ایک کو اہل بیت سے جدا نہیں جانتے۔ بیبیاں ہوں یا عباسی اولاد علی ہوں یا اولاد عثمان رضی اللہ عنہ۔ جناب علی المرتضیٰ داماد سر دار انبیاء اور آل عقیل

کے نزدیک وہ شخص ہیں جنکی محبت کو وہ ایمان یقین جانتے ہیں۔ ان کے باب العلم ہونے میں اہل السنت کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔ تمام کتب احادیث ان کے اقوال سے بھری پڑی ہیں۔ اور آنجناب سے اہل السنۃ برابر علوم دینیہ لیتے ہیں مگر کلمہ حصر اسمیں کوئی نہیں۔ اور نہ ایسے معنے ہیں صحیح کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ ہی باب ہوں تو تمام وہ مسائل جو ان کے علاوہ آئمہ اہلبیت سے کتب احادیث شیعہ میں موجود ہیں۔ باطل ہوتی ہیں۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول اگر ان کی جناب سے ثابت ہو جاوے تو کسی راوی کے مقولہ کی ہرگز حاجت نہیں۔ اور یہ غلط ہے کہ آنجناب کی روایت بدون منقول اس کے قبول نہیں ہے۔

سوال چہارم

دلائل نصوص متعلق خلافت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا حضرت علی سے زیادہ ہیں؟ کتب معتبرہ سے بیان ہو۔

جواب

ابوبکر کی خلافت کی دلیل تو یہ ہے کہ اللہ کریم نے اسکو وہ تائید اور نصرت دی کہ وہ خلیفہ ہو گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے یا کسی نے اہلبیت سے انکا مقابلہ نہ کیا۔ اللہ کریم کا اپنا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بناوے۔ بندوں کے خلیفہ بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سو جس کو اس نے چاہا اور خلیفہ بنانا تھا اسے بنا دیا۔ ہمارے پاس اس کے دلائل کی کوئی حاجت نہیں۔ خلیفہ بنانے والے خلیفہ بنا چکے۔ اگر اب کوئی اذان میں یا خطبہ کے ساتھ کہے کہ خلیفہ بلافصل علی المرتضیٰ تھے۔ تو وہ خود ہی انصاف اور غور کرے کہ اس کا قول واقعات کے لحاظ سے کہاں تک صحیح ہے کوئی شخص بدلائل نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے بنانے سے خلیفہ بنتا ہے۔ دلائل صحیحہ اور قویہ سے کوئی کسی کو خلیفہ بنا نہیں سکتا۔ اور خدا بدون تائیدات الٰہیہ کوئی خلیفہ بن سکتا ہے۔ دلائل سے کسی کو خلیفہ بنانا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مثلاً اب کوئی شخص دلائل قویہ سے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل ثابت کر دے تو کیا وہ ان کو خلیفہ بنا سکتا ہے ہرگز نہیں۔

سوال پنجم

قصہ فدک میں غصب حقوق اہلبیت علیہم السلام اور خفگی کا ہونا حضرت فاطمہ بنت رسول صلوات اللہ علیہ وسلم۔ علیہا [illegible] میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب

فدک وہ جو بلا کسی دوسرے خرچ ہے۔ جس پر اس حکم آیات الٰہیہ کسی ایک کا مال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اللہ۔ اور رسول اور ذوی القربیٰ اور یتامیٰ۔ اور مساکین اور ابن السبیل اور مہاجرین کے لئے تھا اور پھر صرف مومنین کے لئے جو پہلے اخوان کے حق میں دعا کرتے اور بغض و بیزاری نہیں رکھتے۔ غور کرو ان آیات الٰہیہ پر ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علیٰ انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔ اور یہی بات ہے جس کے لئے جناب امیر علیہ السلام نے اپنی خلافت کے وقت یہ بستیاں جناب بتول کے ورثہ کی کسی کو نہیں دیں۔ نیز ازواج مطہرات اور عباس رضی اللہ عنہ اور بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نظیر نہیں۔ جو فدک لی نہیں سکتی تھیں۔ ان جناب بتول نے دعوے فدک کر کے لوگوں پر یہ امر ضرور ظاہر کر دیا ہے کہ ابوبکر بالکل حق پرست اور کسی کے پابند نہیں ہے۔ اسبات کو ظاہر کرنے کے لئے پہلے دعویٰ کیا۔ پھر بظاہر ناراضی بھی ظاہر فرمائی کہ آیا ابوبکر طرفداری کرتا ہے یا حق پرستی کرتا ہے۔ سچ معاملہ ٹھیک۔ ایسا ہی کا تھا جیسے جناب عائشہ صدیقہ مقابلہ جناب امیر علیہ السلام کو دکھلانے کو تشریف لے گئی تھیں تو جناب امیر علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو کوفہ روانہ کیا کہ لوگوں کو سمجھا دیں۔ انہا زوجۃ نبیکم فی الدنیا والآخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم ایاہ تطیعون ام ہی۔ دیکھو بخاری کی کتاب الفتن۔ کیا معنے؟ عائشہ صدیقہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیں دنیا اور آخرت میں۔ مگر انکا یہاں تشریف لانا ابتلائی ہے۔ [illegible]

کہ جب تک اسکا عمل انجام کو نہیں پہنچتا۔ چوکی یا میز کا
فائدہ جو کاریگر کا مقصد ہے۔ اول ظہور پذیر نہیں ہوتا چنانچہ
اس دلیل کو قائم کرکے۔ اور پرانے زمانے کے حکیم
کی رائے سے مطابقت کرکے ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح سے
دانشمند انسان تاوقتیکہ خیر و سعادت کا مقصود جو نفس
انسانی کے کمال کے نتیجے ہیں۔ اپنے ذہن میں نہیں
کرتا۔ اسکے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں نہیں لا سکتا
اور سچ ہے کہ جب تک ان اخلاق کو حاصل کیا جاوے خیر و
سعادت کا حاصل کرنا محال بلکہ ناممکن کے قریب قریب ہے
ہر چند ایک فیلسوف **فرفوریوس** نام جو
اس زمانہ کی نسبت اٹھارہ سو چالیس سال پیشتر اس
خدا رو پذیر تھا۔ ارسطاطالیس کی رائے سے مخالفت کرتا ہے
مگر زمانہ حال کے فیلسوفوں امستریلی وغیرہ نے
بدلائل اس مخالفت کی تطبیق دی۔ اور اس بارہ میں فرفوریوس
کے انتخاب کو جو نے اکثر نامی گرامی حکیموں کی تجربہ کاریوں سے
کیا ہے معتبر سمجھا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کی تحقیقات سے جو
بہت سرگرمی اور دلسوزی سے کی گئی ہے۔ یہ نتیجہ
نکلا ہے کہ **خیر** چار قسم پر ہے۔

اولاً خیر شریف:۔ اور اس سے یہ مراد ہے کہ اسکو
ذاتی شرف بذاتہ حاصل ہو۔ اور اور خیر اسی خیر شریف کو باعث
اسکو حاصل ہوں۔ اور اور خیر سے اس مقام پر عقل اور
حکمت سے مراد ہے۔

ثانیاً خیر ممدوح:۔ اس سے یہ غرض ہے کہ جسکے حاصل
ہونے سے شخص موصوف ستایش و تعریف کے قابل ہوتا ہے
پرانے اور نئے زمانے کے حکیموں نے اس امر کو بھی تسلیم
کیا ہے کہ یہ چار فضیلتیں ہیں۔ حکمت۔ شجاعت۔ عفت
عدالت۔ اور خیر ممدوح ان چار عناصر کا گویا نتیجہ
یا روح ہے۔

ثالثاً خیر بالقوۃ:۔ اس سے یہ مراد لی گئی ہے کہ کمال کے
اکتساب حصول میں قابلیت اور استعداد رکھتا ہو

رابعاً خیر نافع:۔ اس سے بیرونی امور مندرجہ حاشیہ مراد ہیں

۱۔ تونگری
۲۔ قوت
۳۔ شوکت

اسمیں بھی کچھ شبہ نہیں کہ متاخرین میں سے
بعض دانشمندوں نے خیر کی تقسیم دو طور پر
کی ہے اول خیر تام۔ دوم خیر غیر تام

خیر تام انکے نزدیک وہ ہے جب کسی کو حاصل ہو تو اسمیں
زیادتی متصور نہ ہو۔ جیسا کہ اپنے پروردگار کی رضا اور مشیت
پر رضامندی سے زیادہ کوئی امر فوقیت نہیں رکھتا۔ اور
غیر تام خیر وہ ہے کہ وہ حاصل ہو کر دوسری خیر کا
وسیلہ ہو۔ چنانچہ بدن کی صحت اور مرض کا دور کرنا۔ اور
مال کا موجود ہونا جس سے جسمانی اور روحانی
فضیلتوں کا حاصل کرنا مقصود ہے۔ بہر حال یہ تقسیم بھی
پسند کے قابل ہے۔

جہاں تک تحقیقات کے سلسلے کو طول دیا جاتا ہے یہی
نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر زمانہ میں فیلسوفوں کو سعادت
کی تحقیق و تدقیق میں بہت کچھ اختلاف ہے بحث کے
قابل اس عالی دماغ گروہ کے نزدیک یہ امر ہے کہ
آیا **سعادت تام** انسان کو اسکے ایام حیات
میں میسر ہوتی ہے یا بعد شکست فنا ہو جانے اسکے
جسم فانی کے ملتی ہے۔ چنانچہ جن زیرک فیلسوفوں نے
سعادت کو نفسانی فضایل پر موقوف رکھا ہے
وہ یوں کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ یا انسانی روح جب
تک کہ بدن سے تعلق ہے۔ جسمانی امور یعنی کھانے
پینے سے اسکو چارہ نہیں۔ اور اس حالت میں اسکو اس وجہ
سے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے اور معلوم
کرلینے سے ایک نہ یک وہ حائل رہتا ہے **سعید مطلق**
نہیں کہہ سکتے۔ اور جب بدن سے مفارقت کرتی ہے
تب جسمانی کدورت سے فارغ ہوکر الٰہی انوار کے
قابل ہو جاتی ہے۔ اسوقت اس عظیم مرتبہ کے لائق اور
قابل ہو جاتا ہے۔ کہ اوسپر **عقل یا عقیل** کا نام
استعمال میں لاویں۔ اور بیشک اسکو سعید مطلق بھی کہینگے
نہیں تو سعید مطلق نہیں کہہ سکتے۔ مگر پرانے زمانے
کے فیلسوفوں کا ایک مشہور گروہ یعنی ارسطاطالیس
فیثاغورث۔ اور **سقراط** اور خصوصاً **پلیٹو**
(افلاطون) کہتا ہے کہ یہ امر دقیق فکر اور خردہ دان
عقل کے نزدیک بہت ناپسند ہے کہ انسان ایسی **فانی**
جہان میں جو **غیر فانی جہان** کا نمونہ ہے طرح طرح کے
فضایل اور **علمی و عملی کمالات** سے موصوف ہوکر
ناقص کہلائے۔ اور خالی رہے! آیا
ہو سکتا ہے کہ یہ خاکی پتلا خاک میں مل جاوے۔ تب
یہ حسنہ افعال اور عجیب اعمال اس سے منقطع ہو
جاویں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صحیح امر یوں ہے
کہ انسان کی **سعادت** کے درجے اور مرتبے بہت
ہیں۔ اور اسکی دلسوزی اور سرگرمی کے موافق
اسکے ایام حیات میں زینہ زینہ علمی و عملی فضیلتیں کمال
ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ اعلیٰ درجہ تک پہنچا اور **سعادت تامہ**
حاصل کرتا ہے اور جب یہ خاکی پتلا اپنی **ذاتی**
خاصیت کے سبب سے خاک برابر ہو جاتا ہے۔ تب وہ
اعمال و فضایل جو ابدی اور **غیر فانی روح** کے نتایج ہیں
اور اپنی اصلی خاصیت کے باعث زایل اور برباد نہیں ہوتے
بلکہ ابد الآباد تک لازوال روح کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

فٹ نوٹ [illegible]

تو دو صورتوں میں لکھنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہی طرز جو فلسفیانہ رنگ
رکھتا ہے۔ اور دوسرا طریق اس مضمون کے لکھنے میں ہم وہ رکھنا
چاہتے ہیں جو **صوفی ازم** کا معراج قرار دیا جاتا ہے۔ بظاہر یہ
بڑے دعوے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اور **فی الحقیقت**
ہم اپنے اندر وہ **تاب و طاقت** نہیں پاتے کہ ایسے
بار عظیم کے اٹھانے کا حوصلہ کریں۔ مگر تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل پر
بھروسہ کرکے اسکو شروع کیا ہے اور اسی سے امید ہے کہ وہی ختم
کرادیگا ع آغاز کردہ ام تا رسانی با تمام

ہم اپنے **فرزانہ مزاج** اور روشن رائے ناظرین کو بھی توجہ
دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بھی اس مضمون پر **قلم** اٹھائیں۔ اور اپنے
نادر اور گرانقدر **خیالات** کو ظاہر کریں۔ ہماری آرزو پوری
ہوگی اگر ہم اپنے اس مضمون پر بطور **ریویو** بعض تحریریں
حاصل کرنے کے قابل ہو سکینگے!!!

([illegible] ایڈیٹر)

مختصر نوٹ اور خبریں

۱۰ جنوری کا الحکم جس کاغذ پر شایع کیا گیا ہے اسکے
متعلق ہم ناظرین کو اطلاع دے چکے ہیں کہ جو اس کاغذ پر اخبار
لینا پسند نہیں کرتے بلکہ معمولی سفید کاغذ پر اخبار کی خریداری
پسند کرتے ہیں وہ ہم کو اطلاع دیدیں تاکہ ان کے لئے اسی معمولی
کاغذ پر چھاپنے کا انتظام کیا جاوے۔ ہم ایسے خطوط کا آخر جنوری
تک انتظار کرینگے۔ اسکے بعد شروع فروری سے مجوزہ
کاغذ پر اخبار شایع ہوا کرے گا۔ جو صاحب اس کاغذ کو پسند
کرتے ہوں۔ انکو لازم ہے کہ وہ ہم کو اپنی رائے سے
اطلاع بخشیں۔

عبدالرحمٰن

نمبر (ثالث) ۳

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹ء)

پچھلے دو نمبروں میں ہم نے عبدالرحمٰن کی دو صفتوں پر بحث کی ہے اور آج اسی سلسلہ میں ہم تیسری صفت پر بحث کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن کی تیسری صفت

والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما انھا ساءت مستقرا ومقاما۔

(پھر عباد الرحمٰن کی ایک یہ شناخت بھی ہے) کہ انکی دعا ہے "اے ہمارے رب! ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے! اسکا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے۔ اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے۔"

اس آیت کو پہلی آیتوں سے کیا تعلق ہے؟ سرسری نگاہ اور معمولی نظر سے قرآن کریم کے اس رکوع پر گذرنے والا ممکن ہے یہ کہہ اٹھے کہ عباد الرحمٰن کی صفات کا تو بیان شروع کیا تھا اور ان اخلاق فاضلہ کا سلسلہ چھیڑا تھا جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہییں۔ لیکن ضمنًا اس دعا کا ذکر کیوں کر دیا؟ جبکہ آگے ہم دیکھتے ہیں کہ پھر وہی سلسلہ ان اخلاق فاضلہ کے اظہار کا چلتا ہے جیسے والذین اذا انفقوا الآیۃ۔ اگر غور اور سلامت روی سے تدبر کیا جاوے تو اس آیت کا پہلی آیت سے ایسا لطیف تعلق معلوم ہوگا کہ اس کے سوا اور کوئی آیت یہاں موزون ہی نہ ہوتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک منظم اور مرتب کلام ہے اور یہی تفسیر اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے اولًا و ظاہرًا تو اس آیت کی تفسیر موجود ہے والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ یعنے عباد الرحمٰن اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام ہی میں راتیں گذار دیتے ہیں۔ اب رب کے حضور راتیں کیونکر بسر کرتے ہیں اس کا جواب اس آیت میں موجود ہے۔ یعنے سجدے اور قیام محض نشست و برخاست کے طور پر نہیں کرتے بلکہ ان سجود و قیام میں نکلے پر سوز دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اے رب ہمارے ہم سے جہنم کے عذاب کو دور کر دے جو ایک دائمی ہلاکت ہے اور جو بری جگہ اور مصیبت کا گھر ہے۔

سجود و قیام میں دعا کرو

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا مغز اور روح چونکہ دعا ہی ہے اس لئے سجدہ اور قیام اور قعدہ غرض ہر رکن میں دعا کرنی چاہیے۔

سورہ فاتحہ پر نظر

اس کے علاوہ ہم ایک اور بات بھی اس موقع پر اسی آیت کے تعلق پر کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ **ام الکتاب** یعنے سورہ فاتحہ کا نقش قرآن کریم کے ہر ایک مقام پر موجود ہے اگر سورہ فاتحہ کی ترتیب واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے تو قرآن کریم کے اکثر مقامات پر جو ترتیب طبعی کے مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں انکا حل بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس مقام کی صراحت مزید کے لئے ہم اپنے ناظرین کو سورہ فاتحہ کی ترتیب کی طرف لے جاتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین

اس خیال سے کہ یہ امر خوب طور پر سمجھ میں آجائے ہم نے ہندسوں کے نشان دیدیئے ہیں **ایاک نعبد** جہاں سے عبادت کی بنا پڑتی ہے اور دعا چونکہ بجائے خود ایک عبادت ہے اس سے کوئی نادان یہ نہ سمجھ لے کہ عبادت کا ذکر کیا ہے نہ دعا کا۔ دعا ضمنًا شامل ہے وہ الحمد للہ کے بالمقابل پڑا ہوا ہے۔ اور **استعانت** کا سلسلہ یا ہم اسکی توضیح کرکے یوں کہہ سکتے ہیں کہ **دعا** کا سلسلہ علی الخصوص اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے محاذ پڑا ہوا ہے اور یہ ایک بار یک بحث ہے کہ **عبادت۔ استعانت۔ ہدایت** کے تعلقات باہمی کیا ہیں؟ جو اس مضمون میں ہم بیان نہیں کر سکتے۔

بہر حال اس ترتیب میں جو ایک طبعی اور فطرتی نظام اپنے اندر رکھتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **ایاک نستعین** یعنے استعانت کا دریا رب العالمین کے منبع اور چشمہ سے نکلتا ہے۔

پس اب اس مقام پر ذرہ تدبر سے نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ اس آیت کو پہلی آیت سے کیسا لطیف تعلق ہے۔

نکتہ

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر جہاں جہاں دعا کی تعلیم ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے وہ علی العموم **ربنا** ہی کہکر مانگی گئی ہے جیسے ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔

اس میں بھی راز معلوم ہوتا ہے کہ دعا استعانت ہے اور استعانت کا سلسلہ رب العالمین سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک ربوبیت کا مد نظر نہ ہو استعانت کہاں سے لے سکتا ہے۔

ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں جیسا کہ رب العالمین کے بالمقابل ایاک نستعین پڑا ہوا ہے۔ اس مقام پر بھی وہی ترتیب سے کام لیا گیا ہے۔ ایاک نعبد کے بالمقابل اس مقام پر والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما موجود ہے اور ایاک نستعین کے بجائے یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم وارد ہے۔ ہم بتغیر الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب وہی ہے مگر مطلع اور ہے شمس تو وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے۔

والذین یبیتون لربھم میں تو عبادت کی تعلیم فرمائی ہے۔ کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ اگر کسی قوت کو بیکار چھوڑ دیجئے تو وہ زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے عبادت الٰہی کے لئے اپنے اندر ایک مستعدی پیدا کرنی چاہیے۔ جو عباد الرحمٰن میں ہوتی ہے لیکن چونکہ انسان تکمیل اور تبلیغ اور یہی تربیت کا محتاج ہے اور اسی میں استعانت تعاون کی روح خود کام کرتی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا پس جیسے خود اسکی انگیزش (عبادت) اسی استعانت کی طرف توجہ دلاتی ہے اس لئے یہ پہلی استعانت رب العالمین ہی سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی ایک صفت ہر ایک فعل کو کامل کرتی ہے۔ پس وہ یبیتون لربھم کے فعل میں حد کمال تب ہی پہنچ سکتا ہے جب کہ یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم کے الفاظ بطور انداز نہیں بلکہ ایک اخلاص اور جوش کے رنگ سے ان کے منہ سے نکل آویں اور دعا کریں

کا مصداق ہو کر نکلے۔

اس امر کا اظہار بھی اسجگہ نامناسب نہ ہوگا کہ چونکہ عباد الرحمن پر جب اللہ تعالیٰ کی حاجت کا کامل پرتو پڑتا ہے تو اسکو ایک قدر مکالمہ الہیہ کا ملتا ہے اور رب کی صفت کے تحت میں رحمان کی صفت کام کرتی ہے۔ لہذا اس نور اور کلام پاک کے حاصل کرنے کے لئے استعانت رب العالمین ہی سے ہونی چاہیئے۔

اس دعا میں کیا راز ہے؟

جب یہ تعلق اجزائی سمجھ میں آگیا تو پھر

بعد دوسرا خیال جو انسان کے دل میں گذر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا کیوں کی گئی ہے اور دعا جو دنیوی آسایش یا دینی معارف سے واقفیت تامہ کیلئے سوچی کی جاتی؟

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ معرفت الہی کا یہ ایک باریک راز ہے۔ جبتک انسان میں پوری عبودیت اور تذلل پیدا نہ ہو وہ مورد انعامات الہیہ نہیں ہو سکتا۔ اس امر کو ہم نے "صحو آتا کریم پر لطیف نوٹ" والے مضمون میں بھی اور اسی مضمون کے ابتدا میں بھی مختصراً بیان کیا ہے کہ جیسے ایک بیج کو نشوونما پانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ بالکل خاک پیوست ہو کر اپنی کا رنگ و روپ معدوم کرے۔ اسیطرح پر کسی انسان کو بارور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل عبودیت جو ایک قسم کی نیستی ہے اپنے اندر پیدا کرے تاکہ ربوبیت تامہ کا پرتوہ پڑ کر اسکو سرسبز کر دے۔ کیونکہ ربوبیت اپنی ذات میں اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے۔

پس عبد رحمن بھی چونکہ اپنے مقام پر پہونچکر ایک خاص نور حاصل کرتا ہے اس لئے جبتک کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کھویا نہ جاوے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس عبودیت تامہ کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء ذاتی سے ہر آن لرزاں و ترساں رہے۔ ان ساری باتوں کے علاوہ یہ دعا انسان کی تمام خواہشوں اور آرزوؤں کی جامع بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات ہم نے کئی بار لکھی ہے اور یہ ایک ثابت شدہ ہے کہ بہشتی یا دوزخی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔

پس عذاب جہنم سے بچنے کی دعا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدی اور بدروی سے محفوظ رکھ کیونکہ ہر ایک قسم کی تکلیف اور مصیبت عذاب جہنم کا ایک شعبہ ہے۔ اس دعا میں تمام اخلاق قبیحہ کے لئے دعا ہے جیسے بغض۔ غضب۔ کینہ۔ ریا۔ کذب۔ شہوت۔ بخل جبن وغیرہ یہ تمام رذائل [illegible] سب ایک قسم کی آگ جو آتش جہنم کا نمونہ ہوتی ہے انسانی دل پر حملہ کرتی ہے جو بھڑکاتے ہیں اور انسان کی راحت جسم ہو کر تکلیف ہی تکلیف رہ جاتی ہے۔ لہذا اس دعا میں بظاہر عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ لیکن جہنم کے لفظ کی تہہ میں وہ تمام اسباب اور امراض موجود ہیں جو جہنم کو پیدا کر دیتے ہیں۔ ہر ایک دکھ اور مصیبت اپنے اسباب کا نتیجہ ہوتا ہے اور جہنم بھی ایک نتیجہ ہے افعال بد کا۔

اب اس دعا کا مضمون ایک سلیم الفطرت انسان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اسکے صاف معنے یہی ہیں کہ اے رب العالمین ہمکو تمام جرائم اعمال سے جو جہنم کا نمونہ ہیں اور تمام بد اعمالیوں اور بری کرتوتوں سے جو جہنم کا باعث ہیں نجات دے کے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ یا یوں کہو کہ اعمال حسنہ اور افعال صالحہ کی توفیق عطا کر۔ (اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو یہ توفیق عطا کرے اور یہی سچ نصیب کرے۔ آمین)

اسکے بعد اس مضمون جہنم کی فلاسفی شروع ہوتی ہے۔ یعنے ان اسباب کو بیان کیا ہے جو ایک طرف جہنم اور دوسری طرف جنت پیدا کرتے ہیں جسکو ہم انشاءاللہ اگلے نمبر میں بیان کریںگے۔

(باقی چوتھے نمبر میں)

مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکرٹری انجمن مستشار العلما اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی نے نہایت دوراندیشی اور انصاف سے کام لیکر آخر یہ لکھدیا کہ جو استفتاء درباره منکر تحریری ہم نے دیا ہے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکہ اور فریب نہیں کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اب وقت بھی استفتاء مذکورہ کا یہی جواب ہے الی آخرہ۔ ایسا ہی مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور نے صاف لکھدیا کہ اس میں کسی شخص کو کسی قسم کا دھوکہ نہیں۔ اب غزنوی عبد الحق جو انکی فتوی دیتا ہے پھر اسے دھوکہ بتاتا ہے ذرہ غور کرے اور ان مولویصاحبان سے پوچھے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

کامیابی

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج لاہور امتحان ایل ایل بی میں کامیاب ہوئے۔